السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گائے کے عقیقے کا کیا حکم ہے۔؟ عقیقہ میں قربانی کے شرائط ہیں یا نہیں؟ عقیقہ واجب ہے یا سنت؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومقتیان کرام کے گائے کا عقیقہ کرنا قرون ثلاثہ میں سے اصح الحدیث والاثر کے ساتھ ثابت ہے یا نہیں؟ ماسوا طبرانی کی روایت کے جو نیل الاوطار میں ہے۔ اور آپ ﷺ نے جو لفظ عقیقہ کو مکروہ جان کر اس کا نام نسیکہ رکھا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے۔؟ کیا جو شرائط قربانی میں ہیں۔ اس میں بھی مشروط ہیں یا نہ یعنی عیب اور نقصان وغیرہ سے جانور کا بری ہونا اور دو دانت ہونا اور گائے کا سات سات کی طرف سے مشروع ہونا شرط ہے یا نہیں۔ اور امام مالک اور رافضی وغیرہ کا مذہب کہاں تک صحیح ہے۔ اور جمہور کے پاس کیا دلیل ہے۔ جو گائے کے عقیقہ کے بھی قائل ہیں۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ طبرانی اور ابوالشیخ کی روایت جو نیل الاوطار میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی روایت یاد نہیں۔

(۔ مشکواۃ میں ہے۔ (مشکواۃ باب العقیقہ فصل 3ص 2363

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سوال ہوا۔ تو فرمایا کہ اللہ عقوق کو پسند نہیں کرتا گویا کہ آپ ﷺ نے عقیقہ کا نام مکروہ سمجھا اور فرمایا کہ جس شخص کے ہاں اولاد ہو۔ اور وہ نسیکہ

(کرنا دوست رکھے۔ تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ منتقیٰ میں ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ (منتقیٰ کتاب العقیقہ

رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سوال ہوا فرمایا میں عقوق کو دوست نہیں رکھتا گویا آپ نے عقیقہ نام مکروہ سمجھا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا سوال اس شخص سے ہے۔ جو کے ہاں اولاد ہو فرمایا جو دوست رکھے۔ کہ اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو وہ دو بکریاں ہم عمر لڑکے کی طرف سے کرے۔ اور ایک لڑکی کی طرف سے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نسیکہ

کہنے کی یہ وجہ نہیں کے اس کے احکام قربانی کے ہیں۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیقہ چونکہ عقوق سے ہے۔ جس کے معنی کاٹنے کے ہیں۔ اور اسی سے عاق ہے۔ اسی لیے عقیقہ کے نام کو مکروہ جانا اور اس کی بجائے نسیکہ نام پسند کیا۔

پس اسے سے قربانی کے احکام سمجھنا غلطی ہے۔ علاوہ اس کے قربانی میں تو ایک بکری گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔ اور عقیقہ میں ایک بکری ایک لڑکے کی طرف سے کافی نہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں دو بکریاں بتلائی ہیں۔ تو پھر اس سے قربانی والے احکام کس طرح سمجھے جاسکتے ہیں۔ ہاں بعض اور روایتوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ عمر قربانی والی ہونی چاہیے۔

## نوٹ۔

عقیقہ کے نام سے کراہت تنزیہی مراد ہے۔ یعنی یہ نام بہتر نہیں۔ اگر بالکل منع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خود اس کا استعمال نہ کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مشکواۃ وغیرہ۔

## نوٹ۔

عقیقہ کے واجب اور غیر واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ حسن بصریؒ تابعی اور ظاہریہ وجوب کے قائل ہیں۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ سنت ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں نہ فرض ہے نہ سنت۔ اور کہا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نفل ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد کے نزدیک قربانی کے ساتھ منسوخ ہوگیا۔ اور امام ابو حنیفہ سے بھی یہ روایت ہے۔ کہ یہ جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے اس کو مٹا دیا۔ شاید امام ابو حنیفہ کو عقیقہ کی احادیث نہ پہنچی ہوں۔ یہ تمام اقوال امام شوکانی نے نیل الاوطار جلد 4 ص 367 میں ذکر کیے ہیں۔ امام شوکانی کا میلان جمہور کے مذہب کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جمہور کی دلیل حدیث مذکور پش کی ہے۔

اس حدیث میں من احب (جو دوست رکھے۔) کا لفظ چاہتا ہے۔ کہ عقیقہ ضروری نہ ہو مگر دلیل کمزور ہے۔ کیونکہ دوسری احادیث سے ضروری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض روایتوں میں صیغہ امر آیا ہے۔ اہریقوعنہ دما (اس خون سے بہاؤ) آیا ہے۔ جو وجوب کے لئے آیا ہے۔ اور بعض میں رہینہ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ عقیقہ نہ ہو۔ تو بچہ ماں باپ کی شفاعت نہیں کرسکتا۔ یا عقیقہ ایسا لازمی ہے۔ جیسے کوئی شے گرد ہوتی ہے۔ اور قرض کی ادائیگی کے بغیر چھوٹ نہیں سکتی۔ اور بعض نے اس کے معنی کیے ہیں۔ کہ وہ گرد کی طرح بند ہے۔ جب تک عقیقہ نہ کیا جائے نام نہ رکھا جائے۔ نہ بال اتارے جایئں۔ نام رکھنے بال اتارنے سے تو چارہ نہیں۔ پس عقیقہ بھی ضروری

ہوگیا۔

اور بعض روایتوں میں امرنا کالفظ آیا ہے۔یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عقیقہ کا حکم دیا ہے۔اس سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے۔

امام شوکانیؒ نیل الاوطار جلد4ص 367 میں لکھتے ہیں۔اگرچہ یہ الفاظ اصل میں وجوب کے لئے ہیں۔مگر من احب کا لفظ قرینہ صارفہ ہے۔اس لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان الفاظ سے وجوب مراد نہیں۔بلکہ امر استحبابی مرادہے۔لیکن امام شوکانی کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ امر کا صیغہ یا امر کا لفظ توکبھی قرینہ کے ساتھ استحباب کے لئے آجاتا ہے۔لیکن رینہ کے معنی استحباب کے لئے مشکل ہیں۔علاوہ اس کے من احب کا لفظ استحباب کے لئے تسلی بخش دلیل نہیں۔دیکھئے قرآن مجید میں ہے۔

کہہ دے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔

!اس آیت میں وہی محبت کا لفظ ہے۔مگرباوجوداس کے آپ کی اتباع ضروری ہے۔ٹھیک اسی طرح حدیث مذکور کو وسمجھ لیناچاہیے۔اصل بات یہ کہ

شرط ہوتی ہے۔ویسے ہی اجزاء کا حکم ہوتا ہے۔اللہ کی محبت چونکہ ضروری ہے۔اس لئے آپ کی اتباع بھی ضروری ہے۔اس طرح عقیقہ چونکہ ضروری ہے۔جیسے کہ ابھی بیان ہواہے۔اس لئے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہم عمر 1 اور لڑکی کی طرف سے ایک ضروری ہے۔یعنی کم نہ کرہاں اگر حدیث یوں ہوتی توکہ جو عقیقہ کرنا دوست رکھے۔وہ عقیقہ کرے تو پھر یہ حدیث استحباب کی دلیل بن سکتی تھی اب نہیں۔

1۔ہم عمر سے مراد یہ ہے کہ دونوں جانور مسنہ ہوں۔

علاوہ اس سے محبت کے لفظ سے خلوص مقصود ہے۔پس اس صورت میں مقصد یہ ہوگا۔جو اخلاص سے عقیقہ کرے وہ دو بکریاں ہم عمر لڑکے کی طرف کرے۔اور ایک لڑکی کی طرف سے اور ظاہر ہے کہ اخلاص ضروری ہے۔پس عقیقہ خود ہی ضروری ہوگیا۔(تنظیم اہل حدیث جلد نمبر13ش 12)

ھٰذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

**فتاویٰ علمائے حدیث**

## جلد13ص 208-211

### محدث فتویٰ